سوال

(334) دوسری طلاق کے بعد رجوع

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں مسمات گوہر بانو دختر سردار مرزا کا نکاح مورخہ 90۔8۔17 کو ہمراہ محمد سعید ولد محمد سوسف ہوا۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر محمد سعید نے مجھے 93۔4۔12 کو ایک عدد طلاق بھیجی اس دوران مجھے کوئی ماہواری نہ ہوئی۔ اور ہماری صلح بتاریخ 93۔4۔17 کو ہوگئی اب دوسر طلاق محمد سعید نے مجھے 93۔6۔27 کو بھیجی اور عدالت کے ذریعے ہماری صلح 93۔9۔9 کو ہوگئی۔ اس دوران مجھے دوماہواریاں ہوئیں۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مجھے بتائیں کہ آیا کہ مجھے کتنی طلاقیں ہوئیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال مسؤلہ میں واضح ہو کہ آپ کو آپ کے اس بیان واقرار اور تحریر ہذا کی روسے 93ء میں آپ کو دو رجعی طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ ایک 93۔4۔12 والی اور دوسری مورخہ 93۔6۔27 والی۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی نصوص صریحہ کے مطابق یکجائی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ... البقرة ٢٢٩

کہ رجعی طلاق دو دفعہ ہے، پھر یا تو بھلے طریق کے ساتھ بیوی کو روک لینا ہے یا پھر اچھے انداز میں چھوڑ دینا ہے۔ کیونکہ مرتان مرۃ کا تثنیہ ہے اور مرۃ کا معنی ایک دفعہ یا ایک وقت ہے۔ جیسے کہ سورہ نور میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ... النور ٥٨

کہ اے ایمان والو! تمہارے غلام لونڈی اور نابالغ لڑکے لڑکیاں تین وقتوں میں تمہارے پاس آنے کی اجازت لیا کریں۔ (1) فجر کی نماز سے پہلے (2) دوپہر کے وقت اور (3) عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہاری بے پردگی کے وقت ہیں۔

اس آیت شریفہ نے فیصلہ کردیا کہ مرات کا معنی اوقات ہیں، لہذا القرآن یفسر بعضہ بعضا کے مسلمہ قاعدہ کے مطابق الطلاق مرتان کا معنی طلاق دو دفعہ ہے دو عدد طلاق نہیں۔ ورنہ الطلاق طلقتان ہونا چاہیے تھا جب کہ ایسا ہرگز نہیں۔ اب احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

1۔ عَن بن عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَہدِ رَسُولِ اللَّہِ صَلَّى اللَّہُ عَلَيہِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكرٍ وَسَنَتَينِ مِن خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً (صحیح مسلم: کتاب الطلاق ج1 ص 477)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں، ابو بکر صدیق کی خلافت میں اور حضرت عمر فاروق ؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک یک بارگی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق شرعا واقع ہوتی تھی۔

2۔ عن ابن عباس، قال: طلق رکانة بن عبد یزید-امرأته ثلاثاًفي مجلس واحد، فحزن حزناً شدیداً، قال: فسأله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتھا قال ثلاثاًفي مجلس واحد قال فقاله إنما تلك واحدة، فأرتجعها (اخرجہ احمد وابو یعلی وصححہ۔فتح الباری ج9 ص 116.)

حضرت رکانہ اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر بڑے غمگین ہوئے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہے تم رجوع کر سکتے ہو۔

3۔ حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عبد الرحمان بن عوف وغیرہ ہزاروں صحابہ کرام کا بھی یہی مذہب اور فتویٰ ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔(التعلیق المغنی: ج4 ص 28)

4۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمہ، ابن قیم، شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے صورت مسؤلہ میں آپ کو دو ل طلاقیں پڑ چکی ہیں۔ لہذا اگر واقعی آپ کو اس دوران، یعنی 93-6-27 سے لے کر 93-9-9 تک تیسرا حیض (ماہوار) نہیں آیا تو پھر نکاح سابق بحال اور قائم تھا اور رجوع عدت کے اندر ہوا ہے۔ جو کہ شرعا صحیح ہے۔ یہ جواب بشرط صحت اقرار و تحریر لکھا گیا ہے۔ ورنہ اگر آپ واقعی صحت مند ہیں اور حیض باقاعدگی کے ساتھ آ رہا ہے تو پھر مورخہ 93-6-27 سے لے کر 93-9-9 تک 75 دن بنتے ہیں یعنی پونے تین ماہ کا عرصہ ہے اور عام صحت مند عورتوں کو اتنے دنوں کے اندر اندر عموما تیسرا حیض آ چکتا ہے او رعورت غسل کر کے فارغ ہو جاتی ہے۔ اگر تیسرا حیض آچکا تھا اور بعد میں رجوع کیا گیا ہے تو یہ رجوع شرعا ناجائز ہے کہ نکاح ٹوٹ جانے بعد عمل میں آیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر نکاح ثانی کر لیں۔ اور حلالہ کی ضرورت نہیں۔ حلالہ ویسے بھی لعنتی عمل ہے۔ یہ جواب بشرط صحت سوال تحریر کیا گیا ہے۔ جو محض ایک شرعی مسئلہ کا اظہار ہے۔ مفتی کسی قانونی سقم اور عدالتی جھمیلوں کا ہر گز ذمہ دار نہ ہو گا۔

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص821

محدث فتویٰ